وہاں سیاحت کے لیے جایا جائے۔

آخرکار کشمیری قوم کو ان سپوتوں نے، جن کی تربیت کشمیر کی تحریکِ اسلامی اپنے تعلیمی اداروں میں کر رہی تھی، اپنے مسئلے کو طاقِ نسیان سے نکال کر بین الاقوامی چوراہے پر لا کر رکھ دیا ہے اور اس راستے میں انھیں ۳۰ ہزار سے زائد افراد کی شہادت دینی پڑی ہے اور ابھی تک دیے جا رہے ہیں۔ ان کی خواتین کی اجتماعی آبروریزی، خانہ سوزی اور نظربندی کے واقعات تو شمار سے باہر ہو چکے ہیں۔ ان کی عبادت گاہیں تک محفوظ نہیں ہیں۔ مگر کیا کہنے جذبۂ جہاد کے جو لحہ لحہ فزوں ہوتا جا رہا ہے۔ حزب المجاہدین اور تحریکِ حریتِ کشمیر کے پروانے آخری بازی لگا رہے ہیں اور اب بڑی طاقتیں پریشان ہو گئی ہیں کہ جہاد کی آگ کو کیسے فرو کیا جائے۔ انھیں یاسر عرفات جیسے ملت فروش کی تلاش ہے۔ ان کی نظر کبھی کسی شخصیت پر پڑتی ہے اور کبھی کسی پر۔ ہمیں امید ہے کہ جس طرح بعض فلسطینی رہنما عالمی سازش کے جھانسے میں آگئے ہیں، کشمیر میں یہ ڈرامہ نہیں دہرایا جائے گا۔

دیگر جہادی تحریکیں

جہاد کی ایک بھٹی تاجکستان میں بھڑک اٹھی ہے۔ وہاں بھی ان شاء اللہ تاجک مجاہدین روسی فوج اور تاجک کمیونسٹوں اور ان کے ازبک حامیوں کے ساتھ وہی کچھ کریں گے جو افغان مجاہدین نے سوویت یونین کے ساتھ کیا۔ جنوبی فلپائن بھی عرصہ طویل سے بنگسا مورو مجاہدین کے قدموں کی چاپ سن رہا ہے۔ وہاں منیلا کے متعصب عیسائی ان کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر سلامت ہاشم جیسے جری رہنما اپنی قوم کو مسلسل جہاد کے لیے تیار کر رہے ہیں۔ اراکان (جنوبی برما) میں بھی روہنگیا سالڈیریٹی آرگنائزیشن اراکان کو برمی بدھوؤں اور کمیونسٹوں کے پنجۂ استبداد سے نکالنے کے لیے جدوجہد کا آغاز کر چکی ہے۔

قوم پرستی کا خاتمہ

دورِ انحطاط میں سب سے بڑی بیماری جو امتِ مسلمہ کے اندر پھیلی وہ قوم پرستی تھی۔ استعماری طاقتوں نے آکر اس کے اندر مزید اضافہ کیا۔ "قوم پرستی" اس عقیدے اور تہذیب کو ملیامیٹ کر دینے والی بیماری ہے جس عقیدے اور تہذیب کو اللہ کے رسولؐ نے بڑی محنت سے عربوں کے اندر جاگزیں کیا اور پھر ان کے ذریعے عقیدۂ اسلام ہی کی اساس پر امت قائم کی جسے "خیر امت" کہا گیا۔ دورِ جاہلیت میں تو انسانی امتیازات زبان و نسل اور رنگ و علاقہ کی بنیاد پر قائم